خطبہ صدارت

علاقائی دینی تعلیمی کانفرنس بستی

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

شائع کردہ

دینی تعلیمی کونسل ۹۹ گوئن روڈ لکھنؤ

فون نمبر ۳۲۲۴۳۸

www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

۲۰ فروری ۱۹۸۳ء کو بستی میں نو ضلعوں (بستی، گونڈہ، گورکھپور، دیوریا، اعظم گڈھ، بلیا، غازی پور، جون پور اور فیض آباد) کی علاقائی دینی تعلیمی کانفرنس حضرت مولانا سید ابو الحسن علی میاں صاحب ندوی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

صدر محترم بوجوہ خطبہ صدارت تحریر نہیں فرما سکے تھے۔ بطور خطبہ صدارت تقریر فرمائی تھی جو ٹیپ کر لی گئی تھی۔

دینی تعلیمی کونسل کے شعبۂ خواتین کی انچارج و فنر سلمیٰ خاتون نے ٹیپ کی مدد سے اسے کاغذ پر منتقل کیا۔ اب نظر ثانی کے بعد وہ کتابی شکل میں خطبۂ صدارت کے نام سے شائع کی جا رہی ہے۔

ریاض الدین احمد

جنرل سکریٹری دینی تعلیمی کونسل یوپی

www.abulhasanalinadwi.org

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ
وَاَنْفِقُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ، وَلَا تُلقُوا بِاَیدِیکُم اِلَی التَّھلُکَۃِ
وَاَحسِنُوا، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ المُحسِنِینَ۔ (بقرہ - ١٩٥)

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی ہے اس میں مومنوں کو مخاطب کر کے خدا فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جان خود سے ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو، اللہ نیکی کرنے والوں کو چاہتا ہے۔

اس آیت سے متعلق میں آپ کو اصل واقعہ سُنا دوں۔ ایک جہاد کے موقع پر بعض مسلمان ایسے تھے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے کو خطرہ میں ڈال کر اور نتائج سے بے پرواہ ہو کر اسلام کی خدمت کر رہے تھے۔ مسلمان تو قرآن شریف پڑھے ہوتے ہی ہیں اور اُس زمانہ کے مسلمانوں کو قرآن اور زیادہ یاد تھا۔ کسی کی زبان سے نکلا کہ یہ لوگ مفت میں جان دے رہے ہیں اور اس طرح سے گویا خودکشی کر رہے ہیں جو اسلام میں حرام ہے قرآن کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ قرآن میں آیا ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اُس موقع پر ایک جلیل القدر صحابی سیّدنا ابو ایوب انصاری بھی تشریف رکھتے تھے جو بقول علامہ شبلی میزبانِ عالم تھے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے میزبان ہیں، [illegible]

حضرت ابو ایوب انصاری کو اللہ نے حضورؐ کی میزبانی کا شرف عطا فرمایا تو حضرت ابو ایوب موقع پر موجود تھے وہ برداشت نہ کر سکے انھوں نے کہا اس آیت کا مطلب و مصداق ہم سے پوچھو، کیوں کہ ہم انصاریوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اسے ہم جتنا سمجھتے ہیں اتنا کوئی دوسرا نہیں سمجھتا کیوں کہ یہ ہم پر گزری ہے۔ قصّہ یہ پیش آیا کہ جب اسلام مدینے میں آیا اور ہم لوگوں نے اس کے لیے قربانیاں دینا شروع کیں۔ اپنا سارا وقت اس کی نذر کیا، اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں سب اس کے سپرد کر دیں تو قدرتاً ہمارے کاروبار متاثر ہونے لگے۔ باغوں میں پانی دینے کا وقت نہیں، دکانوں پر بیٹھنے یا مکانات کی تعمیر کی فرصت نہیں ملتی تھی، کاروبار بڑھانے کا وقت نہیں ملتا تھا۔ اُس وقت ہمارے ذہن میں یہ خیال آیا کہ ہم لوگوں نے آنکھ بند کر کے اور ذاتی نفع نقصان سے بے فکر ہو کر اسلام کی خدمت ایک مدت تک کی اور اب خدا کا شکر ہے کہ اسلام کے بہت سے سپاہی پیدا ہو گئے ہیں اور ہر محاذ پر جی جان سے لگے ہوئے ہیں۔ اب ہم لوگ کچھ دن کے لیے چھٹی لے لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ کچھ دنوں کے لیے ہم لوگوں کو چھٹی مل جائے۔ اس کے بعد ہم پھر حاضر ہیں ہمیشہ کے لیے چھٹی نہیں لے رہے ہیں۔ بس یہ خیال آنا تھا اور شاید بات زبان پر آئی بھی نہیں تھی، حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی نوبت کیا آتی۔ کہ قرآن شریف کی یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور خرچ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ صرف مال خرچ کرو، بلکہ جان و مال سے لے کر وقت، صلاحیت، توانائی اور توجہ سب صرف کرو اور اپنے آپ کو خود اپنے ہی ہاتھوں ہلاکت کے خندق میں مت ڈھکیلو، یا یوں سمجھئے کہ اپنے ہی ہاتھوں اپنے گلے میں پھانسی کا پھندہ مت ڈالو، دین کی خدمت و جاں نثاری سے یکسو ہو کر ذاتی دنیاوی کاروبار میں مت لگو

www.abulhasanalinadwi.org

چاہے وہ تھوڑی مدت کے لیے ہو۔ اس آیت نے انصار کو چونکا دیا۔ آیت کیا تھی ایک تازیانہ تھا جس سے وہ تڑپ گئے، بے قرار ہو گئے۔

ملّت اسلامیہ کی خودکشی

معلوم ہوا کہ اسلام کی خدمت پر اپنے کاروبار سے آنکھیں بند کر لینا خودکشی نہیں خودکشی ہے اسلام کی خدمت کے مقابلے پر اپنے کاروبار کو ترجیح دینا اور دین کے تقاضوں کے مقابلے میں اپنے مادی تقاضوں کا زیادہ لحاظ کرنا آپ کو معلوم ہے کہ فرد کی خودکشی اسلام میں حرام ہے۔ یہ مسئلہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اگر کوئی زہر کھا کر مرنا چاہے خواہ اس کو کتنی ہی تکلیف اور کتنی ہی اذیت کیوں نہ ہو اسلام میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے پھر وہ پوری قوم کی ایک جماعت کی خودکشی کو کیسے جائز قرار دے سکتا ہے؟ اور پھر اس ملت کی خودکشی جو آخری ملت ہے، جس کے ساتھ دوسری قوموں کی اور دوسری ملتوں کی زندگی وابستہ ہے جو ساری انسانیت کے لیے نجات کی کشتی ہے کہ یہ ڈوبی تو سارا عالم ڈوبا اور اگر وہ بچ گئی تو سارا عالم اگر ڈوب رہا ہوگا جب بھی بچ جائے گا، اور آج ڈوبے گا تو کل ابھر آئے گا فطرت کا قانون اور سنت اللہ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طریقے سے انسانیت کی گاڑی چلاتا رہا ہے اور چلاتا رہے گا۔ لیکن خدانخواستہ اگر اس ملت کا بیڑا غرق ہوا اور اس امت نے اپنے گلے میں پھندا ڈال کر اپنی زندگی ختم کر دی تو یہ صرف اجتماعی خودکشی نہیں، ملی خودکشی نہیں بلکہ انسانیت کی خودکشی ہوگی۔

میرے دوستو اور بھائیو! آپ نے تقریریں سنیں، تجاویز سنیں، نئی نسل کو درپیش خطرے کی تفصیلات سنیں اور خطرے کا علاج بھی سنا، اب سوال یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی غیرت دار، اور عزت دار تو کیا کوئی بھی انسان

اس کا تصور بھی کر سکتا ہے کہ ایک پوری ملت جس نے ہندوستان میں انسانیت کا پیغام پہونچایا، اسلام کی روشنی پھیلائی، یہاں کے باشندوں کو توحید کا سبق سکھایا ان کو آدمی بننا کو نہیں چلنا سکھایا وہ ملت اپنے موہوم خطروں کی وجہ سے اور حقیر فائدوں کی وجہ سے اجتماعی خودکشی، ملی خودکشی کا ارتکاب کرے گی

آج مسلمانوں کا اصل مسئلہ؟

آج مسلمانوں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ خطرے سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی اپنے مفادات کو مصلحتوں کو تن آسانی کو، تھوڑی سی آمدنی کو یا اپنے بچے کے مستقبل کو یا جس کو CAREER کہتے ہیں اسی کو ترجیح دیتے ہیں مسلمانوں کے ایمان کی کمزوری یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ باپ جا کر اسکول میں یہ کہہ دے کہ میرا بچہ اردو کے ذریعہ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ اردو پڑھنا چاہتا ہے۔ اس کے اردو پڑھنے کا انتظام کیا جائے۔ اتنے کے لیے بھی وہ خود تیار نہیں، اس کا ضمیر تیار نہیں، وہ کہتا ہے کہ میرا بچہ ہندی چھوڑ کر اردو پڑھے گا تو اس کا مستقبل روشن نہیں رہے گا۔ اس کا CAREER نہیں بن سکے گا، وہ اپنے ساتھیوں کے مقابلہ میں جو ہندی کے ذریعے پڑھ رہے ہیں پیچھے رہ جائے گا اور اس کو کوئی بڑی نوکری نہیں مل سکے گی۔

آپ بتلائیں کیا ایمان کے ساتھ یہ بات جمع ہو سکتی ہے؟ میں نے صبح کہا تھا اور دوسری جگہ بھی کہہ چکا ہوں کہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ کوئی مسلمان خواب میں بھی یہ دیکھے کہ اس کا بچہ اسلامی اصطلاح کے بجائے کوئی غیر اسلامی اصطلاح استعمال کر رہا ہے، تبرک کی جگہ پرشاد استعمال کر رہا ہے وہ جلسہ سیرت نہیں سمجھا بلکہ کیوں سمجھتا ہے، انتقال کے بجائے دیہانت کا لفظ اس کی زبان سے ادا ہو رہا ہے ـــ اگر کوئی مسلمان خواب میں بھی یہ دیکھے تو اس کے ایمان کا

www.abulhasanalinadwi.org

تقاضا ہو کہ وہ چیخ پڑے اس کی نیند غائب ہو جائے اور گھر والے پریشان ہو جائیں کہ کیا مصیبت آگئی؟ سانپ نے کاٹ لیا، بچھو نے ڈنک مار دیا، یہ ہوا کیا؟ تو مسلمان کہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرا بچہ غیر اسلامی اصطلاحات استعمال کر رہا تھا ظاہر ہے کہ آدمی خواب میں جو کچھ دیکھتا ہو وہ ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا، لیکن "عشق است و ہزار بدگمانی" جب کسی چیز سے محبت ہوتی ہو، کسی چیز کی اہمیت دل میں بسی ہوئی ہو تو اس کے ضائع ہونے کے خیال اور وہم سے بھی انسان پریشان ہو جاتا ہو اور نیند حرام ہو جاتی ہو۔ اور یہ تو اسلام کا ابتدائی درجہ ہے کہ مسلمان اپنے بچے کے ایمان کے لیے موہوم سے موہوم خطرہ بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہ ہو، کفر کا شرک کا بت پرستی کا اور عقائد کی خرابی کا خطرہ اسے تڑپا دے۔ بے قرار کر دے، دن کا سکون اور رات کا چین غارت کر دے۔ اگر یہ بات نہیں تو سچ پوچھیے تو ہمارا ایمان قابل اطمینان نہیں، ایمان کی شان تو یہ ہو کہ ایک مسلمان اس تصور سے کہ پھر کفر و شرک کی طرف چلے جانے کا امکان ہو وہ اتنا ڈرے جیسے کسی آدمی کو آگ میں جھونک دیے جانے سے ڈر معلوم ہوتا ہے حدیث میں آیا ہو کہ جس میں یہ بات پیدا ہو گئی اس نے ایمان کا بہت بڑا درجہ پا لیا۔

اصل زندگی، اسلامی زندگی ہو

ایک مسلمان ماں باپ کو اپنے بچے کے بارے میں اس تصور سے کہ وہ کبھی اسلام کی دولت سے محروم ہو جائے گا وہ کبھی ارتداد کے راستے پر پڑ جائے گا۔ اتنا ڈرنا چاہیے کہ وہ پریشان ہو جائے راتوں کی نیند اڑ جائے اس کا دم نکل جائے جیسے کہ ایک بڑا الاؤ جل رہا ہو اور اس کے بچے کو اس میں پھینکا جا رہا ہو۔ اس تصور یا اس منظر کو کوئی ماں اور کوئی باپ برداشت نہیں کر سکتا، یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے یہ اگر اتنا بھی نہیں ہو تو ہمیں اپنے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ ہم کتنی ہی نمازیں

پڑھیں، تسبیحات میں مشغول رہیں، چاہے جتنی مسجدیں بنائیں، کتنا ہی صدقہ خیرات کریں، بلکہ میں اور آگے بڑھ کر یہاں تک کہتا ہوں کہ دس دس حج کر چکے ہوں اور ہم نے کوئی عربی مدرسہ بھی قائم کر رکھا ہو اور بڑے علما اور بزرگوں کے معتقد بھی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہم اس کو بھی گوارا کرتے رہیں۔ اس امکان کو تسلیم کرتے رہیں کہ ہمارا بچہ اسلام سے بالکل محروم ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اس کو بڑی تنخواہ ملے گی وہ بڑے عہدے پر ہوگا تو میں دین کے ایک طالب علم کی حیثیت سے صاف کہتا ہوں کہ قیامت کے دن وہ نیکیاں کام نہ آئیں گی آپ کے اعمال آپ کو بخشوا نہ سکیں گے۔

آپ پانچ وقت کی فرض نماز پڑھیں، سنن موکدہ ادا کر لیں حج فرض ہو تو ایک بار حج کر لیں زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ دے دیں۔ اس کے بعد آپ سے کوئی نفلی کام نہ ہوتا ہو، آپ تسبیح نہ پڑھتے ہوں تو بھی میں صاف کہتا ہوں اور دین کے ایک طالب علم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ اگر آپ کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہو کہ ایمان کے لیے سب کچھ گوارا ہے۔ ہر دنیاوی نقصان برداشت ہے تو یہ بہت بڑی دولت ہے۔ ایمان کے لیے بڑی سے بڑی قربانی گوارا ہو یہاں تک کہ بیٹے کی موت گوارا ہو۔ سخت مشکل اور بڑی ناگواری کے ساتھ یہ بات میں اپنی زبان سے ادا کر رہا ہوں خاص طور سے جب کہ یہاں بہت سے بچوں کی مائیں بھی موجود ہیں۔ لیکن مجھے جو دین کا تھوڑا سا علم ملا ہے وہ مجھ سے کہلوا رہا ہے۔ تھوڑی سی امانت جو میرے سینے میں ہے وہ مجھ سے کہلوا رہی ہو اور میں کہتا ہوں اسلام کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنے بچے کی جسمانی موت کو اس کی روحانی موت پر ترجیح دے اور ایک مرتبہ نہیں چار مرتبہ اور دس مرتبہ ترجیح دے [illegible]

www.abulhasanalinadwi.org

سخت عذاب ہوگا، اس موت و عذاب کے مقابلے پر جسمانی موت بہتر ہے۔ یہ بڑا سخت لفظ بڑی مشکل سے میری زبان سے ادا ہو رہا ہے اور میں صاحب اولاد والدین سے معافی چاہتا ہوں مگر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی دعا کرے خدا سے کہ اے اللہ میرے بچے کا اگر ایمان سلامت رہنا ہے۔ اگر اس کو اسلام کے راستے پر چلنا ہے اگر اس کو کل حشر کے دن اللہ کے رسول کے سامنے مسلمان بن کر اٹھنا ہے اور ان کی شفاعت کا مستحق ہونا ہے تو اسے زندہ رکھ ورنہ اسے دنیا سے اٹھا لے۔

یہ تھا ایمان کا تقاضا۔ لیکن ہم کس حالت میں ہیں؟ اتنا خطرہ بھی ہم نہیں برداشت کر سکتے کہ ہمارے لڑکے کو دو ہزار تنخواہ کے بجائے ڈیڑھ ہزار تنخواہ ملے اس لیے کہ اس نے اردو پڑھی ہے ــــ اردو سے ہم بیزار ہیں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، دینیات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، نماز روزہ کی کوئی فکر نہیں، اسلام کے جو بنیادی عقائد ہیں، خدا کی وحدانیت، رسول کی رسالت، قیامت اور حشر پر ایمان کسی چیز سے ہمیں کوئی خاص وابستگی نہیں ہمیں دلچسپی ہے تو اس سے کہ ہمارا بچہ بڑھ کر کسی عہدہ پر پہونچ جائے حالانکہ اس کے بعد جو حشر ہوتا ہے وہ ہمیں اور آپ سب کو معلوم ہے کہ بچہ ماں باپ کی کتنی خدمت کرتا ہے؟ لیکن ہم نے اسے والدین کی خدمت کا سبق ہی کب پڑھایا تھا؟ ہم نے اس کے دنیا کو داؤں پر لگایا اس لیے کہ یہ ہمارے کام آئے گا اور اب وہ ٹھوکر مارتا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

بے دین اولاد کی فریاد آخرت میں

یاد رکھیے اگر آپ نے اپنے لڑکے کی دنیا کو اس کے دین پر ترجیح دی تو خطرہ ہے کہ اللہ آپ کو زندگی [illegible]

کو ترسیں، اس کی روٹی کے ایک ٹکڑے کو ترسیں آپ اس کے منتظر ہیں کہ وہ آپ کو سلام کرے اور وہ کترا کر نظر بچا کر نکل جائے گا۔ خدا کی طرف سے یہ تو پہلی اور فوری سزا ہے اور جو سزا اس کے بعد آخرت میں ملے گی وہ بھی خدا نے بیان کر دی ہے۔ اولاد وہاں کہے گی۔ رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا، فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا۔ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن اولاد کی ایک پلٹن، اور پلٹن کیا ایک دنیا ہوگی اور وہ یہ کہہ رہی ہوگی کہ ہمارے پروردگار ہم نے اپنے بڑوں کی، اپنے سرداروں کی اور اپنے ماں باپ کی بات مانی بات ماننے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے جس راستے پر لگایا ہم لگ گئے انھوں نے ہم کو کہیں کا نہ رکھا۔ ہم کو گمراہ کر دیا۔ ہم اپنے دین تک سے محروم ہو گئے۔ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا۔ اے اللہ ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر اچھی طرح لعنت برسا۔

آپ کی وہ اولاد جو دین سے دور ہو کر، دین سے محروم ہو کر دنیا کمائے گی وہ دنیا میں آپ کے کام آئے گی نہ آخرت میں کام آئے گی۔ کام تو وہی اولاد آئے گی جو ایمان کی دولت سے محروم نہ ہو۔ بلکہ اس سے مالا مال ہو۔ ہمارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بچے کی فاقہ کشی، بچے کے پاس کچھ نہ ہونا اس کی جیب کا خالی ہونا اور ہر طرح کی دنیاوی عزت اور دولت سے محروم ہونا گوارا ہو۔ شکر کے ساتھ گوارا ہو، پر یہ گوارا نہ ہو کہ وہ ایمان کی دولت سے محروم ہو جائے وہ ارتداد کے راستے پر پڑ جائے۔ دیومالا کے چکر میں پھنس جائے، بت پرستی پر اس کا یقین ہو جائے۔ اگر یہ نہیں تو اپنے ایمان کی خیر منائیے اور عالموں اور مولویوں سے پوچھیے کہ ایمان رہا یا نہیں؟

www.abulhasanalinadwi.org

ایک صاحب ایمان ماں کا نمونہ

میں اپنی ماؤں اور بہنوں سے کہتا ہوں کہ حضرت خنساؔ جن کے کئی بیٹے تھے انھوں نے سب کو بلایا اور کہا کہ کفر اور اسلام کی لڑائی ہو رہی ہے۔ مسئلہ نوکریوں کا نہیں تھا، مسئلہ تھا جان کا، جگر گوشوں کی جان کا جس کے لیے مائیں، راتوں کی نیند حرام کرتی ہیں، کھانا پینا بھول جاتی ہیں۔ لیکن اس اللہ کی بندی نے اپنے لڑکوں کو بلایا اور کہا دیکھو اب وقت آیا ہے کہ تم اسلام پر اپنی جان قربان کر دو، اللہ کا نام لو اور میدان میں جاؤ اس نصیحت کے ساتھ ان کو رخصت کیا، گویا کفن پہنا کر ان کو رخصت کیا اور اس کے بعد ایک ایک لڑکے کی شہادت کی خبر آتی رہی جب آخری لڑکے کی بھی شہادت کی خبر آگئی تو کہا الحمد للہ میں اس خدا کی شکر گزار ہوں جس نے ان کی شہادت سے میرا رتبہ بڑھایا

خدا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھئے کس میں ہے یہ ہمت ؟ آج یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ میدان جنگ کے لیے اپنے بچوں کو رخصت کیجئے، آج جنگ ہو بھی کہاں رہی ہے؟ آج تو صرف اتنا کہا جا رہا ہے کہ اپنے بچوں کا ایمان بچانے کے لیے کچھ قربانی دیجئے بلکہ یہ تو قربانی کے لفظ کی توہین ہے۔ یہ قربانی کیا ہے بس ذرا سا ایمان کا مظاہرہ کیجئے کچھ تو ایمان کا ثبوت دیجئے۔ اتنا کیجئے کہ اپنے بچے کو قرآن پاک اور اردو کے ذریعے دینیات پڑھنے کے لیے مکتب میں بھیجئے اور خود مل جل کر مکتب قائم کیجئے۔ سرکاری اسکولوں میں اگر بچے کو بھیجئے تو اردو مادری زبان پر اصرار کیجئے۔ یہاں بڑے سے بڑا خطرہ کچھ ہے تو معاشی خطرہ ہے یا عزت کا خطرہ ہے۔ اور کون سی بڑی عزت حاصل ہے اس ملت کو اس ملک میں جس میں بڑا فرق پڑ جائے گا؟ کون سا بڑے سے بڑا معزز فرد آپ کے یہاں معزز ہے جس میں فرق پڑنے کا اندیشہ ہے؟ پھر افراد کی عزت کوئی عزت نہیں۔ جب جماعت معزز ہوتی ہے ملت معزز ہوتی ہے تو افراد بھی معزز ہوتے ہیں۔ انگریز جب یہاں صاحب اقتدار تھا تو اس کی فوج کے لوگ جن کو ہم لوگ بچپن میں گورے کہا کرتے تھے یہ دو ٹکے کے لوگ جن کا اب

کوئی پوچھتا بھی نہیں کہ کہاں گئے وہ انگریز جن کا بڑا کروفر تھا جب ان کا اقتدار تھا تو ایک معمولی سا تھوڑی سی تنخواہ پانے والا گورا جسے شاید انگریزی کے دو حرف پڑھنا بھی نہ آتا رہا ہو، وہ بھی بادشاہ بنا ہوا تھا۔ جب اس قوم کی عزت تھی تو اس معمولی سپاہی کی بھی عزت تھی۔ اور ملتوں کو عزت ملتی ہے ان کے کردار سے ان کی قربانیوں سے۔

اگر آپ موہوم خطرات کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے، اور افراد کی امیدوں اور موہوم توقعات کی بھی قربانی نہیں دے سکتے تو ہمارا قومی کردار کہاں؟ بلکہ ہمارا ایمان کہاں ہے؟

دینی تعلیمی کونسل کا پیغام

آج صبح سے یہاں جو کانفرنس اور مجلسیں ہو رہی ہیں ان کا حاصل اور دینی تعلیمی کونسل اور انجمن تعلیمات دین ضلع کا پیغام اور اس کی دعوت یہی ہے کہ ایمان کی قدر و قیمت پہچانیے اور ایمان کا ابتدائی ادنیٰ تقاضا پورا کیجئے۔ وہ یہ کہ ہر قیمت پر اولاد کے ایمان کو بچانا ہے۔ اپنی آئندہ نسل کو مسلمان باقی رکھنا ہے۔ ہم پوری طاقت اس پر لگا دیں کہ ہمارے جیتے جی ہمارے بچوں کو ارتداد کا خطرہ نہ لاحق ہو۔ جب تک اس کا اطمینان نہ حاصل ہو جائے ہم چین سے نہ بیٹھیں۔ ہم اپنے بچوں کی تعلیم کا خود بندوبست کریں: ایک مسلمان کو سب سے بڑی فکر اسی کی ہونی چاہیے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے اپنے بیٹوں، پوتوں اور نواسوں کو جمع کیا اور کہا کہ میرے بچو! یہ تو بتاؤ کہ میرے بعد تمہارا ایمان کس پر ہوگا؟ تم کس کی عبادت کروگے؟ میری پیٹھ زمین سے نہیں لگے گی۔ اور میں قبر میں بھی سکون سے نہ رہ سکوں گا جب تک مجھے یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ تم کس راہ پر چلوگے اور کس کی عبادت کروگے؟

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي؟

www.abulhasanalinadwi.org

(کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی، جب انھوں نے اپنی اولاد سے کہا میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟)

وہ سب نبی کی اولاد تھے انھوں نے کہا ابا جان، نانا جان یا دادا جان! آپ کیوں گھبرا رہے ہیں۔ ہم لوگ آپ کے والد اسحاق آپ کے چچا اسماعیل اور آپ کے دادا ابراہیم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں گے۔ قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (بقرہ۔ ۱۳۳) تب جاکر انھیں اطمینان ہوا۔ حضرت یعقوبؑ نے یہ نہیں کہا کہ فلاں جگہ اتنا پیسہ گاڑ دیا ہے، فلاں جگہ میرا قرضہ ہے۔ اتنی زمین اور اتنا کھیت چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ تم یہ سب لے لینا۔ یہ بھی نہیں کہا کہ تم سب محبت اور اتحاد کے ساتھ رہنا جیسا کہ بہت سے مشفق باپ کہتے ہیں، یہ سب کچھ نہیں ان کو فکر صرف ایک بات کی تھی کہ میرے بعد عبادت کس کی کروگے اور انھوں نے اس کی ہمیں تعلیم دی۔

دینی تعلیمی کونسل کی بھی یہی دعوت اور یہی پیغام ہے اور اس کا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ ضلع میں چند ہزار روپیوں کا انتظام کریں۔ ایک یا دو آدمی کل وقتی رکھیں۔ دفتر کے لیے جگہ حاصل کرلیں اور کونسل کے کاموں میں اور اس کی ضلعی شاخ انجمن تعلیمات دین کے کاموں میں اور اس کی سرگرمیوں میں خود بھی دلچسپی اور حصہ لیں۔

بس اسی پر ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہمیں ایمان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ابوالحسن علی ندوی

۷ر فروری ۱۹۵۳ء

www.abulhasanalinadwi.org